فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

یوم ۱۰ اقوار

خطبہ نمبر ۲۶

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ - ۱۶ ظہور ۱۳۴۹ ہش - ۱۶ اگست ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۸۸

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اضطراب اور اضطرار قبولیّتِ دعا کا موجب ہوتے ہیں

تہجد کے لئے اٹھنے سے رقّت اور اضطراب کی کیفیت از خود پیدا ہو جاتی ہے

"جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقعہ بہرحال مل جائیگا اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقّت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیتِ دعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟ پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے جو ان امور کو مدِّ نظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا یا یوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

اخبارِ احمدیہ

● ربوہ ۱۵ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ایبٹ آباد سے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا جو تار امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام موصول ہوا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ خون کے دباؤ میں کمی کی وجہ سے خفیف سی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین ؛

● کل مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور مکارم اخلاق کا حامل بننے کی تلقین فرمائی۔ اس ضمن میں آپ نے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اہمیت کو خاص طور پر واضح فرمایا ؛

● کل مورخہ ۱۴ ظہور کو اللہ تعالیٰ نے مکرم حمید الدین صاحب ہیڈ کاتب الفضل کو فرزند عطا فرمایا۔ نومولود مکرم نور الدین صاحب خوشنویس کا پوتا ہے۔

اس سے پہلے ان کے دو لڑکے فوت ہو چکے ہیں اس لئے احباب خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی اور صحت والی زندگی دے اور اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

● مکرم الطاف الرحمٰن صاحب کی والدہ صاحبہ (مقیم کوٹھی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) کل رات سانپ ڈسنے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں ؛

ربوہ میں یومِ آزادی کی مبارک تقریب

ربوہ ۱۵ ظہور (اگست) کل یہاں پر پاکستان کا چوبیسواں یومِ آزادی اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اس مبارک دن کا آغاز ربوہ کے تمام محلہ جات کی مساجد میں نماز فجر کے بعد پاکستان کی سلامتی، استحکام اور ترقی کے لئے خصوصی اجتماعی دعاؤں کے ساتھ کیا گیا۔ آج تمام مرکزی اداروں میں عام تعطیل رہی۔ ٹاؤن کمیٹی کے دفتر پر پاکستان کا قومی پرچم لہرایا گیا اور غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا رات کو چراغاں کا پروگرام اس دفعہ صدرِ مملکت کی ہدایت پر مشرقی پاکستان کے سیلاب کے پیشِ نظر منسوخ کر دیا گیا تھا تاکہ اس کے اخراجات کو بچا کر مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جا سکے ؛

مسعود احمد مبشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ ظہور ۱۳۴۹ ہش

ایمان باللہ و ایمان بالرسالت

(۳)

رسالت پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہی ہم کو اس واحد ذات کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس کو قرآن کریم کے شروع میں "غیب" کہا گیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ وراء الوریٰ ہستی ہے اور اس لئے ہم اس کو اپنے حواس سے نہیں دیکھ سکتے لیکن حق الیقین کے لئے لازمی ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے ہم اللہ تعالےٰ پر ایسا ایمان لا سکیں جو روحانیت میں ہم کو فعال بنا دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے مکالمہ و مخاطبہ کے ذریعہ اپنے انبیاء علیہم السلام کو اپنا علم عطا کیا اور انبیاءؑ کے وجود سے عام انسانوں کو یہ علم ہوا کہ اللہ تعالےٰ انسانوں سے کلام کرتا ہے۔

الغرض رسالت کے ذریعہ ایک طرف تو ہم کو اللہ تعالےٰ کے وجود کا علم ہوتا ہے اور یہ بھی علم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے ہمکلام بھی ہوتا ہے اور اس طرح ہم ذات "غیب" کے متعلق حق الیقین کے مرتبہ کو پہنچتے ہیں۔

"اے عزیزو! اے پیارو!! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالےٰ کا الہام ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مُہر لگا دے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔ وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے تا تم اس پانی کو پی سکو۔ یہی کرنا چاہیئے کہ افتاں و خیزاں اُس چشمہ تک پہنچو۔ پھر اپنا مُنہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اسی راہ کو اختیار کرے۔ دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اُترتی اور زمین پر پڑتی ہے۔ اسی طرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اُترتا ہے۔ انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو۔ مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تاہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تاہم اس ہوا کے حاجت مند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہیں۔ وہ خدا سچا خدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی اس نے یہی چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مبارک وہ جو اُٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں۔ وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی جس کے جلال کی چمک پر کبھی حادثہ نہیں پڑتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی خدا ہی ہے جو ہر دم آسمان کا نور اور زمین کا نور ہے اسی سے ہر ایک جگہ روشنی پڑتی ہے۔ آفتاب کا وہی آفتاب ہے زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے۔ سچا زندہ خدا وہی ہے مبارک وہ جو اس کو قبول کرے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷)

احمدی ڈاکٹر اور ٹیچر جلد اپنے نام پیش کریں

جماعتِ احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اس زمانہ میں تبلیغِ اسلام کا مقدس فریضہ جماعتِ احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس تبلیغی جہاد میں ہر فرد جماعت کا حسبِ مقدور حصّہ لینا ضروری ہے۔ چونکہ جماعت بحیثیت مجموعی اپنا پُورا وقت وقف نہیں کر سکتی۔ اس لئے حسبِ ارشاد ربّانی ایک ایسے گروہ کا ہونا نہایت ضروری ہے جو اپنا تن من۔ دھن دین کے لئے وقف کر دے۔ پھر جہاں اور جب سلسلہ کو اس کی ضرورت ہو۔ بلا دریغ جانے کے لئے تیار ہو جائے یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص حُسنِ نیت سے خدا اور اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ وہ چاہے کتنی ہی گمنامی کی زندگی بسر کرے۔ آسمان پر خدا اُسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دراصل زندگی حقیقی معنی میں وہی کار آمد اور مفید ہے جو دین اور خدمتِ خلق میں گزرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جماعت سے ایک معمولی قربانی یعنی تیس ۳۰ ڈاکٹروں اور ستّر اسّی ٹرینڈ ٹیچروں کا مطالبہ کیا ہے۔ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا یہ ایک عمدہ موقع ہے اس لئے کوالیفائڈ ڈاکٹر اور ٹرینڈ ٹیچر اپنے نام جلد پیش کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

سیکرٹری مجلس نصرت جہاں
وکالتِ تبشیر تحریکِ جدید۔ ربوہ

الفضل کی قدر و قیمت کا اندازہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:-

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آ رہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپے ہو گی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

(مینجر الفضل ربوہ)

خطبہ جمعہ

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہی میراث اور ملکیت ہے اسلئے اسکی راہ میں خرچ کرنا سراسر خیر و برکت کا موجب ہے

غلبۂ اسلام کے راستہ میں جتنی ضرورتیں بھی پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ اخاء ۱۳۴۷ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ

(آل عمران آیات ۱۸۱-۱۸۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۔

(فاطر آیات ۱۶ تا ۱۸)

اس کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ

دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں سب کچھ دیتا ہے لیکن وہ اللہ تعالےٰ کی اس دین میں سے مالی قربانیاں پیش نہیں کرتے بلکہ بخل سے کام لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنا دنیوی فوائد پر منتج ہوگا اور اسی میں ان کی بھلائی ہے۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کریں گے تو انہیں نقصان ہوگا۔ ان کا خدا کی راہ میں اموال خرچ کرنا ان کے لئے خیر کا موجب نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال درست نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ (شَرٌّ لَّهُمْ) ایسا کرنا ان کے لئے بہتر نہیں بلکہ ان کے لئے ہلاکت اور بُرائی کا باعث بنے گا اور اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کو وہ مول لینے والے ہوں گے۔ اس بخل کے دو قسم کے نتائج نکلیں گے۔ ایک اس دُنیا میں اور ایک اُس دُنیا میں۔ جو شخص بخل سے کام لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ نہیں کرتا وہ اس دُنیا میں جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہاں اسے ایک نشان دیا جائے گا جس سے سارے جہنمی سمجھ لیں گے کہ وہ اس لئے اس جہنم میں آیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ نہیں کیا کرتا تھا۔ سَيُطَوَّقُوْنَ ان کے گلے میں ایک طوق ڈالا جائے گا اور وہ طوق تمثیلی زبان میں ان اموال کا ہوگا جو اس دنیا میں خدا کی راہ میں خرچ نہ کرکے وہ بچایا کرتے تھے اور اس طوق کی وجہ سے ہر وہ شخص جو جہنم میں پھینکا جائے گا جان لے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اور خدا کو راضی کرنے کے لئے

اپنے اموال اس کے سامنے پیش کرو

مگر انہوں نے اس کی آواز نہ سُنی اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک نہ کہا اور دُنیا کے اموال کو اُخروی بھلائی پر ترجیح دی اور نتیجہ اس کا یہ ہے کہ آج یہ جہنم میں ہیں اور ذلت کا عذاب انہیں دیا جا رہا ہے۔ جہنم کے عذاب میں تو سارے شریک ہیں لیکن یہ طوق بتا رہا ہوگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی تو حفاظت کیا کرتے تھے لیکن اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کیا کرتے تھے۔ اپنی ارواح کی حفاظت نہیں کیا کرتے تھے۔

ایک نتیجہ اس بخل کا اس دنیا میں نکلے گا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی ہر شئی اللہ کی میراث ہے اور میراث کے ایک معنی لُغت نے یہ بھی کئے ہیں کہ ایسی چیز جو بغیر کسی تکلیف کے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ جو خالق ہے رب ہے اور جس کی قدرت میں اور طاقت میں ہر چیز ہے جس کے کُن کہنے سے ساری خلق معرضِ وجود میں آئی ہے۔ کسی چیز کے پیدا کرنے یا اس کے حاصل کرنے میں اسے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ اور جب ہر چیز اللہ ہی کی میراث اور ملکیت ہے تو جو شخص بھی اللہ کو ناراض کرے گا وہ اس دنیا میں اموال کی برکت سے محروم ہو جائے گا یا کوئی اور دُکھ اس کو پہنچایا جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مثال دی

اور وہ یہود کی مثال ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرو تو یہود میں سے بعض کہتے ہیں کہ اچھا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ ہوا فقیر اور ہم ہوئے بڑے امیر۔ ہمارے اموال کی خدا کو ضرورت پڑ گئی ہے اس لئے وہ ہم سے مانگ رہا ہے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا چونکہ بخل کے ساتھ ذاتِ باری کا استہزا بھی شامل ہو گیا ہے اسلئے انہیں عذابِ حریق یعنی ایک جلن والا عذاب دیا جائے گا اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس قسم کے فقرے مسلمانوں کو ورغلانے اور بہکانے کے لئے کہے تھے اسی دنیا سے جلن کا عذاب شروع ہو گیا تھا۔ اسلام ترقی کرتا چلا گیا اور وہ لوگ جو غریب تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ساری دنیا کے اموال ان کے قدموں پر لا رکھے اور جو مخالف بھی خدا تعالےٰ کے ان فضلوں اور انعاموں کو دیکھتا تھا وہ اس بات کا مشاہدہ کرتا تھا کہ سچا ہے وہ جس نے کہا تھا کہ لِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور جو شخص مخالفت کو چھوڑنے کے لئے بھی تیار نہیں تھا اس کے دل میں ایک جلن پیدا ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ غریب تھے۔ ہمارے محتاج تھے۔ ہم ہی ان کی ضرورتیں پوری کرتے تھے اور ہمارے بغیر ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتی تھیں (ان دنوں جو یہود عرب میں آباد تھے وہ عربوں کو قرض دیا کرتے تھے) غرض ان کے دلوں میں یہ دیکھ کر جلن پیدا ہوتی تھی کہ یہ بہت تھوڑے عرصہ میں یعنی چند سال کے اندر اندر اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی قربانیوں کو قبول کر کے اس قسم کے نتائج نکالے ہیں کہ ساری دنیا کی دولت ان کے قدموں پر لا ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو مضامین بیان کئے ہیں وہ ایک دوسرے کی تائید کرتے اور دوسرے مضامین کے لئے دلائل مہیا کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ فاطر میں اللہ تعالےٰ انہی لوگوں کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ سچ تو یہ ہے اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ

تم خدا کے فضلوں کے حاجتمند ہو

تم اس احتیاج کا احساس پیدا کر لو۔ تم یہ سمجھ لو کہ دنیا کی کوئی نعمت اور کوئی اخروی نعمت، ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ نہ کرے کیونکہ اس دنیا کی ملکیت بھی اس کے قبضہ میں ہے اور اس دنیا کی نعمتیں بھی اس کے ارادہ اور منشاء کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتیں۔ تمہیں (جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) جوتی کا ایک تسمہ بھی اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہر چیز میں ہر وقت اور ہر آن تم محتاج ہو۔ تمہارے اندر اپنے رب کی احتیاج ہے۔ خدا تمہارا محتاج نہیں۔ خدا تعالیٰ تو غنی ہے وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ حقیقی غنا اُسی کی ذات میں ہے کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی طرف ہم حقیقی غنا کو منسوب کر سکیں۔ اور کہہ سکیں کہ اس کے اندر غنا پائی جاتی ہے اور وہ غنی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا کوئی نیک بندہ صفاتِ باری کا مظہر بنتے ہوئے غنا کی صفت بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق اپنے رب سے پائے۔ پھر وہ ایک معنی میں غنی بھی بن جاتا ہے۔ ایک معنی میں وہ ربوبیت بھی کرتا ہے اور رحمانیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ وہ معاف بھی کرتا ہے اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے جلوے بھی دکھاتا ہے لیکن یہ سب نسبتی اور طفیلی چیزیں ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کی دی ہوئی توفیق سے

صفاتِ باری کا مظہر

بنتا ہے۔ اگر خدا کا سہارا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کا کون مظہر بن سکے؟ ہاں جب اللہ تعالیٰ خود اپنا سہارا دیتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے تو انسان اس کی صفاتِ کاملہ کا محدود دائرہ میں اور طفیلی طور پر مظہر بھی بنتا ہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق بنتا ہے۔

غرض اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَلْغَنِیُّ یعنی کامل غنا والی ذات تو اللہ کی ہے اور وہ غنی ہونے کے لحاظ سے تمہارا محتاج نہیں۔ اور اَلْغَنِیُّ کے اندر یہ مفہوم بھی آ گیا ہے (جس کو پہلے فقرہ میں کھول کر بیان کیا گیا تھا) کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی احتیاج ہے۔ تم زندہ نہیں رہ سکتے جب تک حی خدا

تمہاری زندگی کی ضرورت کو پورا کرنیوالا

نہ ہو اور اپنی حیاتِ کاملہ سے تمہیں ایک عارضی زندگی نہ عطا کرے۔ تمہاری استعدادیں اور قویٰ قائم نہیں رہ سکتیں جب تک کہ خدائے قیوم کا تمہیں سہارا نہ ملے۔ سب تعریفوں کی مالک اس کی ذات ہے۔ اس لئے وہ تمہاری احتیاجوں کو پورا کرتا ہے اور تمہارے دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ تم اس کے محتاج ہو اور وہ تمہارا محتاج نہیں اس لئے تم اپنی فکر کرو۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ اگر وہ چاہے تو روحانی حیات سے تمہیں محروم کر دے۔ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ اور ایک اور ایسی قوم پیدا کر دے جو اپنے کو اس کے لئے فنا کر دے اور اس میں ہو کر ایک نئی زندگی پائے۔

خلقِ جدید کا ایک نظارہ

دنیا دیکھے گی پھر وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے نتیجہ میں ایک نئی زندگی پائی اور ان کی خلقِ جدید ہوئی۔ یہودیوں کے برعکس ان کا یہ حال تھا کہ ایک موقعہ پر ایک جنگ کی تیاری کے لئے بہت سے اموال کی ضرورت تھی اور ان دنوں کچھ مالی تنگی بھی تھی اور دنیا ایسی ہی ہے کبھی فراخی کے دن ہوتے ہیں اور کبھی تنگی کے دن ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر بھی تنگی کے ایام تھے اور جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ضرورتِ حقہ کو رکھا اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی انہیں تلقین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اپنا سارا مال لیکر آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا۔ اور اس کے علاوہ آپ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔ اسی طرح تمام مخلص صحابہؓ نے اپنی اپنی توفیق اور استعداد کے مطابق مالی قربانیاں پیش کیں اور اللہ تعالےٰ نے اس کے بہترین نتائج نکالے۔

ایک موقعہ پر

ایک نو مسلم قبیلہ

ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا اور ان کو آباد کرنے کا سوال تھا۔ وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئے ہوں گے کیونکہ ان دنوں وہاں بھی مخالفت بہت زیادہ تھی جیسا کہ کبھی کبھی ہر زمانہ میں اسلام کے خلاف ہر ملک میں مخالفت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور مومن ان مخالفتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے کیونکہ ان کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے دنیوی سامانوں پر نہیں ہوتا۔ بہرحال ایک قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا تو ان کے آباد کرنے کے لئے مال کی ضرورت تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مالی قربانیاں پیش کرنے کی تلقین کی۔ آپؐ کی اس اپیل کے نتیجہ میں ہر شخص نے یہ سوچا کہ میرے پاس جو چیز زائد

اور فاضل ہے وہ میں لاکر پیش کر دوں۔ لیکن "فاضل" کے معنی انہوں نے وہی کئے تھے جو ایک مومن کیا کرتا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ہمارے پاس دو درجن کوٹ ہونے چاہئیں اور پچاس قمیصیں ہونی چاہئیں اور ایک دو پھٹی پرانی قمیصیں جو بیکار پڑی ہیں اور استعمال میں نہیں آتیں وہ لاکر دیدی جائیں بلکہ ان میں سے اگر کسی کے پاس کپڑوں کے دو جوڑے تھے تو اس نے کہا میں ایک جوڑے میں گزارہ کر سکتا ہوں دوسرا جوڑا زائد ہے چنانچہ اسنے وہ جوڑا پیش کر دیا۔ ایک صحابی کے پاس کچھ سونا تھا انہوں نے یہ سوچا کہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہ عمدہ موقع ہے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرورت ہمارے سامنے رکھی ہے اور ہمیں تلقین فرمائی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کریں۔ چنانچہ وہ اشرفیوں کا ایک توڑا (جو وہ اچھی طرح اٹھا بھی نہیں سکتے تھے) لے آئے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور اس طرح غلّہ کپڑوں اور روپے کے ڈھیر لگ گئے اور خدا تعالیٰ نے مومنوں کے اس ایثار کے نتیجہ میں ایک پورے قبیلہ کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے سامان کر دیئے۔

اِن دو واقعات کے بیان کرنے سے اس وقت میری یہ غرض نہیں کہ میں یہ بتاؤں کہ صحابہ کرامؓ کس قسم کی قربانیاں کیا کرتے تھے بلکہ

میری غرض یہ بتانا ہے

کہ ان قربانیوں کے پیچھے جس روح کا صحابہ کرامؓ نے مظاہرہ کیا تھا وہ کیا تھی۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے اور ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ ان قربانیوں کے پیچھے جو رُوح تھی وہ یہ تھی کہ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اَللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اللہ کو کسی کی احتیاج نہیں۔ تمام تعریفوں کا وہ مالک ہے ہمیں اپنی دنیوی اور اُخروی ضرورتوں کے لئے یہ قربانیاں دینی چاہئیں اور دُنیوی اور اُخروی انعاموں کے حصول کے لئے ان قربانیوں کا پیش کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

ان مثالوں سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

صحابہؓ کے اندر جو رُوح تھی

وہ یہ تھی کہ وہ اَلْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ہیں۔ منافق ہر جگہ ہوتے ہیں اِس وقت میں ان کی بات نہیں کر رہا۔ ان میں سے جو مخلص اور ایثار پیشہ تھے اور بھاری اکثریت انہی لوگوں کی تھی۔ ان کی زبان پر یہودیوں کی طرح یہ نہیں آتا تھا کہ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ بلکہ ان کی زبان پر یہ تھا۔ ان کے دل میں یہ احساس تھا اور ان کی رُوح میں یہ تڑپ تھی کہ وہ اَلْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ہیں۔ نہ ان کی کوئی مادی ضرورت پوری ہو سکتی ہے اور نہ روحانی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت کو پورا نہ کرے۔ غرض جس سے ہم نے ہر شئی کو حاصل کرنا ہے اس کی رضا کے حصول کے لئے پانچ روپیہ یا پانچ لاکھ روپیہ قربان نہیں کیا جا سکتا؟ میں نے صحابہ کرامؓ کی ایک مثال دی ہے کہ جس کے پاس دو جوڑے کپڑے تھے اس نے ایک جوڑا کپڑے پیش کر دیئے تفصیل تو نہیں ملتی لیکن یہ امکان ہے کہ ان میں سے کسی کو اس قربانی کی توفیق ملی ہو اور اس کے بعد وہ مثلاً فوت ہو گیا ہو اور مزید قربانی کا اسے موقع نہ ملا ہو۔ اسے تو اس قربانی کے نتیجہ میں اُخروی انعامات مل گئے لیکن اس کی اولاد کو اس ایک جوڑے کپڑوں کے نتیجہ میں اتنے اموال دیئے گئے کہ اگر وہ چاہتے تو اس قسم کے ایک ہزار جوڑے بنا لیتے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ہم فقیر ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارا محتاج نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بڑی پیاری بات کہی ہے

جو قرآن کریم نے بھی نقل کی ہے اور وہ یہ ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

کہ ہر چیز کی مجھے احتیاج ہے۔ جو بھلائی بھی تیری طرف سے آئے میں اس کا محتاج ہوں۔ میں اسے اپنے زور سے حاصل نہیں کر سکتا جب تک تو مجھے نہ دے وہ مجھے نہیں مل سکتی۔ غرض حقیقی خیر چاہے دُنیوی ہو یا اُخروی وہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر نہیں ملا کرتی۔ ویسے اللہ تعالےٰ کُتوں کو بھی بھوکا نہیں مار رہا۔ سؤر بھی اس کی بعض صفات کے جلوے دیکھتے ہیں ان کو بھی خوراک مل رہی ہے اور ان کی (مثلاً بیماریوں سے) حفاظت بھی ہو رہی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کسی زمانہ میں وباء کے طور پر اس قسم کے جانوروں کو ہلاک کر دے جس طرح وہ بعض دفعہ انسان کی بعض گنہگار نسلوں کو فنا کر دیتا ہے لیکن جو سلوک ان جانوروں سے ہو رہا ہے وہ اس سلوک سے بڑا مختلف ہے جو انسان سے ہو رہا ہے اور جو سلوک ایک کُتے سے ہو رہا ہے جو سلوک ایک سؤر سے ہو رہا ہے جو سلوک ایک گھوڑے یا بیل یا پرندوں سے ہو رہا ہے اس کے مقابلہ میں جو سلوک ایک انسان سے ہو رہا ہے اس کو ہم خیر کہہ سکتے ہیں۔ باقی عام سلوک ہے گو ایک لحاظ سے وہ بھی خیر ہے لیکن صحیح اور حقیقی معنی میں وہ خیر نہیں۔ اور

انسان خیر کا محتاج ہے

اگر اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خیر نہ ملے بلکہ اس سے عام سلوک ہو تو اِس دنیا میں تو اس کا پیٹ بھر جائے گا مگر اُس دُنیا میں بھوک کیسے دُور ہو گی یا مثلاً اس دُنیا میں سورج کی تپش ہے اگر اُسے ایک چھوٹا یا بڑا مکان مل گیا تو وہ اس تپش سے محفوظ ہو جائے گا لیکن اُس دنیا میں جہنم کی آگ سے اسے کون بچائے گا۔ اس دنیا میں اسے کوئی بیماری ہوئی تو کسی حکیم نے اسے روپیہ کی دوائی دے دی یا کسی ڈاکٹر نے دو ہزار روپیہ کی دوائی دیدی اور اسے آرام آگیا یہ درست ہے لیکن اُس دُنیا میں جہنم میں جو بیماری ظاہر ہو گی۔ جسم میں پیپ پڑی ہوئی ہو گی۔ کسی کو کوڑھ ہوا ہوا ہو گا۔ کسی کو فالج ہو گا اور کسی کو پتہ نہیں کونسی بیماری ہو۔ روحانی طور پر جو اس کی یہاں حالت تھی وہ وہاں ظاہر ہو رہی ہو گی۔ وہاں کون ڈاکٹر اس کے علاج کے لئے آئیگا۔

پس انسان کو ہر کام کے لئے اللہ تعالےٰ کی احتیاج ہے اور ہمیں ہر قسم کی قربانیاں اس کی راہ میں دینی چاہئیں۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ پر (مجھ پر بھی اور آپ پر بھی) بڑا فضل کیا ہے اور ہمیں توفیق عطا کی ہے کہ ہم اس کے مسیح موعود پر ایمان لائیں اور اس کی راہ میں اس نیت سے قربانیاں دیں کہ اس کی رضا ہمیں حاصل ہو اور دنیا میں اسلام غالب آجائے۔ اس وقت غلبۂ اسلام کے راستہ میں جتنی ضرورتیں بھی پیش آتی ہیں وہ آپ لوگوں نے ہی پوری کرنی ہیں۔ اگر آپ ان ضرورتوں کو پورا نہیں کریں گے تو کھڑے ہو کر یہ تقریریں کرنا کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے اور اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے گا کہ ہمارے ذریعہ سے اسلام غالب آئے بے معنی چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ دنیا میں اسلام کو غالب تو کرے گا لیکن اگر ہم بحیثیت جماعت خلق جدید کے مستحق نہیں ٹھہریں گے تو دنیا میں کسی اور قوم میں خلقِ جدید کا نظارہ نظر آئے گا۔ اسلام تو بہرحال غالب آئے گا لیکن کیوں نہ وہ ہمارے ہاتھ سے غالب آئے۔ کیوں غیر۔ اللہ کے فضلوں کے وارث بنیں اور ہم محروم رہ جائیں۔

ہمیں کوشش کرنی چاہیئے

کہ ہم بھی اور ہماری بعد میں آنے والی نسلیں بھی اور وہ لوگ بھی جو ہمارے ساتھ بعد میں آکر شامل ہوں گے سارے ہی خدا کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اور اس کے انعامات کے مستحق ٹھہریں۔ پس بخل کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور اس یقینِ کامل کے ساتھ نکال دینا چاہیئے کہ خدا کی راہ میں بخل دکھانا جہنم کو

مول لینا ہے اور اس سے زیادہ شر اور کوئی ہے نہیں۔ غرض اگر ہم خیر چاہتے ہیں تو ہمیں دل سے بخل نکالنا پڑے گا اور خدا تعالیٰ کے در پر کھڑے ہو کر یہ کہنا پڑے گا کہ اے خدا سب کچھ تو نے ہی ہمیں دیا ہے ہم سے جتنا تو چاہتا ہے لے لے۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کی میراث تیری ہی ہے۔ سب کچھ تیرا ہے۔ تو ہمارا امتحان لیتا ہے آزماتا ہے اور تو ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو جو تیرے فضل نے ہمیں دی تھیں تیرے حضور ساری (اگر ساری کی ساری دینے کا حکم ہو) یا کچھ (اگر کچھ دینے کا حکم ہو) پیش کر دیں۔ سو ہم یہ چیزیں اس یقین پر اور اس دعا کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ تو ہم پر رحم کرے اور اپنی دینی اور دنیوی نعمتوں سے ہمیں نوازے اور اس دنیا میں بھی تیری رضا کی نظر ہم پر رہے اور اس دنیا میں بھی ہم تیری رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

(الفضل ۲۶ اخاء ۱۳۴۷ ہش)

سے دور ہوتا ہے، جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ ان پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: "مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ، وَلَقَدْ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَاَعْطَاہُ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَرَجَعَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ: یَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ عَطَآءً مَنْ لَا یَخْشَی الْفَقْرَ، وَاِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیُسْلِمُ مَا یُرِیْدُ اِلَّا الدُّنْیَا فَمَا یَلْبَثُ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی یَکُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قط فقال لا ص ۶۹/۲-۲)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا واسطہ دے کر مانگا جاتا تو آپؐ حسب استطاعت ضرور دیتے۔ ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آپؐ نے اس کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ دیا کہ دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی بھر گئی۔ جب وہ بکریاں لے کر اپنی قوم میں واپس آیا تو آ کر کہا کہ لوگو! اسلام قبول کر لو۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس طرح دیتے ہیں جیسے غربت و احتیاج کا انہیں کوئی ڈر ہی نہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر کوئی آدمی دنیا کی خاطر اسلام قبول کر لیتا تو کچھ مدت کے بعد وہ محسوس کرنے لگتا کہ دنیا و مافیہا میں اسلام سے زیادہ اسے کوئی چیز محبوب نہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَۃٍ لَہٗ فَجَعَلَ یَصْرِفُ بَصَرَہٗ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ کَانَ مَعَہٗ فَضْلُ ظَھْرٍ فَلْیَعُدْ بِہٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَھْرَ لَہٗ، وَمَنْ کَانَ لَہٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِہٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَہٗ" فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَکَرَ حَتّٰی رَاَیْنَا اَنَّہٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ۔" (مسلم کتاب اللقطہ باب استحباب المواساۃ بفضول المال ص ۱۲۹/۲-۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے ایک شخص سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا یعنی بڑا ضرورتمند نظر آتا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اسے دیدے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس شخص کے پاس زائد خوراک ہے وہ اسے دیدے جس کے پاس کوئی زاد راہ نہیں۔ آپؐ نے اسی طرح مال کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگے کہ شاید ضرورت سے زائد اموال میں کسی کا کوئی ذاتی حق ہی نہیں اور اسے چاہیئے کہ وہ اس زائد مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر ہمیشہ تیار رہے +

احادیث الرسول

انفاق فی سبیل اللہ۔ جود و سخا اور صدقہ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ یَّوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا: اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا۔" (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنیٰ الخ ص ۱۹۴/۱)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے، اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک۔ اس کا مال و متاع برباد کر۔

عَنْ خُزَیْمِ ابْنِ فَاتِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ لَہٗ سَبْعُمِائَۃِ ضِعْفٍ۔"

(ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ ص ۱۹۶/۱)

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔"

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ ص ۱۸۹/۱)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔"

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ص ۱۹۰/۱)

حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی کیوں نہ استطاعت ہو۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِیْلِ۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت سے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، لوگوں

ایبٹ آباد میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

جماعت کو صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے اور خدا کی راہ میں جان و مال پیش کرنے کا ارشاد

• مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی انگلستان کو روانگی • اجتماعی اور انفرادی ملاقاتیں

(مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔ اے)

ایبٹ آباد ۱۱ ظہور ۱۳۴۹ ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ربوہ میں ایک ہفتہ تک قیام فرمانے کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا مورخہ ۹ ظہور صبح ساڑھے چھ بجے ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مع بیگم صاحبہ و صاحبزادگان صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب سلمہ اللہ کے علاوہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ راستے میں آپ نے اس دفعہ بھی جابہ کے قریب تھائی ریسٹ ہاؤس میں ناشتہ کرنے کے لئے قریباً پون گھنٹہ توقف فرمایا۔ پھر ساڑھے بارہ بجے کے قریب حسن ابدال پہنچنے پر حضور کچھ دیر ستانے کے لئے یہاں ایک ریسٹ ہاؤس میں ٹھہر گئے۔ یہیں آپ نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر سوا تین بجے بخیر و عافیت ایبٹ آباد میں ورود فرما ہوئے۔

اگلے روز حضور کی طبیعت بعارضہ پیچش ناساز رہی۔ جمعہ کی نماز حضور نے اپنی قیامگاہ پر پڑھائی۔ چونکہ اس وقت تک حضور کی طبیعت پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ ابھی کمزوری باقی تھی اسلئے آپ نے اپنے مختصر خطبہ جمعہ میں ایمان کی حقیقت اور اس پر پختگی سے قائم رہنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ حضور نے چند مثالیں دے کر بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کس قدر مضبوط ایمان اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ ان کی پختگی ایمان اور جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جب خطرناک جنگ کا سامنا ہوتا تو صرف ایک صحابی دیوانہ وار آگے بڑھتے اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیتے تھے۔ حضور نے فرمایا اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کا جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس میں کامیابی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم بھی اپنے اندر اسی قسم کا ایمان اور ایمان میں اسی قسم کی پختگی اور خدا کی راہ میں اسی قسم کی قربانی کا جذبہ اور جاں نثاری کی روح پیدا کریں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں میں نظر آتی ہے۔ جمعہ اور عصر کی نمازیں حضور نے جمع کر کے پڑھائیں۔ مقامی جماعت کے دوستوں کے علاوہ کئی باہر سے تشریف لانے والے دوست بھی نمازوں میں شامل ہوئے۔

مورخہ ۹ ظہور۔ مغرب کی نماز کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے قریباً نصف گھنٹے تک احباب میں رونق افروز رہ کر انہیں اپنے ارشادات عالیہ سے مستفید فرمایا۔ حضور نے اس مجلس علم و عرفان کے آغاز میں فرمایا اس کارخانۂ عالم کی چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے مثلاً شہد کی مکھی ہے، اس کا جتنا اپنا وزن ہے یہ اس سے مجموعی طور پر اڑھائی گنا زیادہ انڈے روزانہ دیتی ہے۔ اور پھر یہ جو شہد بناتی ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ یعنی اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو شفاء رکھی ہے۔ فرمایا مختلف پھولوں کی مختلف خوشبو اور تاثیر ہوتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ قریباً قریباً یہی خوشبو اور تاثیر شہد میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً اطلس کے پھولوں سے بنے ہوئے شہد میں بہترین جلاب کی تاثیر ہے اور اگر شہد کی مکھی نیم کے پھولوں سے شہد بنائے اس میں مٹھاس کے ساتھ کڑواہٹ بھی ہوتی ہے۔ گاڑینیا کے پھول کو سونگھنے سے چکر آنے لگتے ہیں۔ ان پھولوں کے شہد سے بھی اسی قسم کی خوشبو آتی ہے۔ فرمایا اسی طرح ہر چیز میں خدا کی شان جلوہ گر ہے۔ مگر پھر بھی لوگ اس صانع عالم اور خدائے رحیم و کریم کو بھول جاتے ہیں۔

اس روز ایک غیر از جماعت دوست بھی موجود تھے ان کے سوال پر کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی صورت میں اب کوئی دوسرا نبی کیسے آسکتا ہے؟ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بعض (روایت اور درایت ہر دو اعتبار سے) مستند احادیث کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم الانبیاء کے اس منصب عظیم سے سرفراز تھے۔ چنانچہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام جو بظاہر براہِ راست مقامِ نبوت پر فائز ہوتے رہے مگر بباطن اسی سلسلہ کی مختلف کڑیاں تھیں جو بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باوجود میں اپنے کمال کو پہنچا۔ اگر اُن کے آنے سے آپؐ کی شانِ ختمیت پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ وہ سب کے سب آپؐ ہی کے روحانی کمالات کا پرتو تھے تو آپؐ کے بعد میں آنے والا جو آپؐ ہی کے رنگ میں رنگین اور آپؐ کا ایک عاشقِ صادق کامل متبع اور عظیم روحانی فرزند تھا اور جس کا دعویٰ یہ تھا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ میرے سید و مولا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ کمال کا نتیجہ ہے اس کے آنے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ "اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ" (آل عمران) اور "يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ" (المائدہ) کی رو سے تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء میں فرق بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غیر تشریعی اور امتی نبی ہونے کے دعویٰ پر بصیرت افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم کی شکل میں ایک کامل کتاب اور مکمل شریعت نازل فرمائی۔ مسلمانوں نے قرونِ اولیٰ میں اس پر عمل پیرا رہ کر روحانی اور دنیوی لحاظ سے جو ترقی کی وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر رفتہ رفتہ جب انہوں نے اسے پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسے گھروں میں محض طاقچوں کی زینت بنا دیا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض حلقوں میں بعض من گھڑت خیالات کی بنا پر اسے گھروں میں رکھنا بھی مستوجبِ تکلیف قرار دے دیا تو قرآن کریم سے یہ بے توجہگی اور دُوری "یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورًا" کی مصداق بن کر رہ گئی۔ چنانچہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے وحی و الہام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں ایک طرف بدلائل معترضین کا منہ بند کیا تو دوسری طرف زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق اس کی نہایت حکیمانہ اور دلنشین تشریح و توضیح فرما کر اسکی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔

آپؑ نے فرمایا۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں نبی کیوں نہیں آئے؟ تاریخی حقائق ہمارے سامنے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ میں لاکھوں کروڑوں اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر اپنے اپنے وقت میں حتی المقدور اسلام کی بیش بہا خدمات بھی انجام دیں (فرحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) مگر ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام پہنچانے کے لئے صرف ایک کو منتخب فرمایا جو آپؐ کا کامل متبع یعنی مہدیٔ معہود اور مسیح موعود ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی سچی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کا قیام اور ادیانِ باطلہ پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جب قرائن اور واقعات اور اللہ تعالیٰ کی بارش کی طرح نازل ہونے والے فضلوں نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ مہدیٔ معہود ہیں جن پر سلام پہنچانے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے تو پھر آقائے دو عالم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کا دعویٰ اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ آپؐ کے اس مبارک ارشاد کو ہرگز رائیگاں نہ جانے دیا جائے

حضور نے چند اور سوالوں کے بھی بڑی خندہ پیشانی اور بے تکلفی سے نہایت مدلل رنگ میں جواب دیئے اور بالآخر اپنے دستِ مبارک سے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ قرآنی انوار اور روحانی شہ پاروں پر مشتمل تفسیر سورۃ فاتحہ کا ایک نسخہ بھی مرحمت فرمایا۔

مورخہ ۹ ظہور (اتوار) سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے مقامی جماعت کے علاوہ پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم، لاہور، سرگودھا، ربوہ، لیہ مظفر گڑھ اور داتہ سے بھی احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نے ازراہِ شفقت دس بجے سے ڈیڑھ بجے تک احباب کو انفرادی طور پر ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور پھر ڈیڑھ بجے سے دو بجے تک داتہ کی جماعت کے قریباً ۱۵-۲۰ احباب کو محترم مولانا چراغ الدین صاحب مربی سلسلہ کی سرکردگی میں حضور سے اجتماعی طور پر ملاقات کرنے کی سعادت ملی۔ اس موقعہ پر حضور پُر نور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں جماعتی اتحاد و اتفاق اور احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کی برکت اور اہمیت بیان فرمائی۔

مغربی افریقہ کے دورہ کے ذکر پر فرمایا۔ میں نے مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے حقیقی حسن کے بے شمار نظارے دیکھے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس کا پیار اور اس کے فضلوں کی نوازش رنگ و نسل کے امتیاز سے بالا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار نعمتیں اور فضل اور نشان آئے روز احمدیت کی صداقت میں نازل ہو رہے ہیں ان سے دینی اور دنیوی لحاظ سے کماحقہ بہرہ ور رہنے کی یہی صورت ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال کی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔

فرمایا۔ میں نے اپنے افریقن بھائیوں کو اس سلسلہ میں بڑا ہی مستعد اور مخلص پایا ہے۔ اسلئے یہ بعید نہیں کہ وہ روحانی اور دنیوی ترقیات میں ہم سے بھی آگے نکل جائیں۔ آپ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانی چاہیئے۔ کیونکہ حقیقی عزت اور ابدی مسرت کا راز اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول میں پنہاں ہے۔ یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ اس دنیا کی عزتیں تو سراسر عارضی اور غیر یقینی ہیں۔ یہ دنیا جسے آج آسمان پر بٹھاتی اور اسکی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہے مگر دوسرے ہی دن چشم فلک یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ یہی دنیا انسانی شرافت کے تمام اصول بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی تذلیل اور تحقیر میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی۔

اس روز مغرب کی نماز کے بعد بھی حضور تھوڑی دیر تک احباب میں تشریف فرما رہے اور مختلف موضوعات پر احباب سے گفتگو فرماتے رہے۔

مورخہ ۱۰ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے جو گزشتہ چند دنوں سے ایبٹ آباد میں مقیم تھے تکمیلِ تعلیم کے لئے آج راولپنڈی سے بذریعہ ہوائی جہاز عازمِ انگلستان ہونے والے تھے سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اپنے لختِ جگر کو اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ الوداع کرنے کے لئے آج نماز فجر کے معاً بعد راولپنڈی تشریف لے گئے۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، حضور کے دونوں چھوٹے صاحبزادے مرزا فرید احمد صاحب سلمہ اللہ اور مرزا لقمان احمد صاحب سلمہ اللہ کے علاوہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمرکاب تھے۔ راولپنڈی پہنچنے پر حضور محترم میجر سید مقبول احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی کوٹھی "بیت السلام" میں فروکش ہوئے اور یہیں حضور اور حضور کے ساتھ دیگر احباب قافلہ نے ناشتہ کیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور ساڑھے آٹھ بجے ہوائی مستقر پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ دیگر احباب کے ساتھ ہوائی جہاز کے پرواز کر جانے تک قیام فرما رہے۔ ہوائی جہاز نے ساڑھے نو بجے پرواز کرنی تھی۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلمہ اللہ کے جہاز میں سوار ہونے سے قبل حضور نے ان کے بخیریت لندن پہنچنے اور اس سفر کو ہر لحاظ سے موجب برکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے حاضرین سمیت دعا کروائی۔ اور خوشی خوشی رخصت فرمایا۔

اس سے قبل حضور نے ایک بکرا توکل بعد دوپہر ایبٹ آباد میں اور دوسرا آج محترم میجر صاحب کی کوٹھی سے ایرپورٹ جانے سے قبل راولپنڈی میں صدقۃً دیا۔

حضور ایدہ اللہ قافلہ ایرپورٹ سے ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوا ایک بجے واپس ایبٹ آباد تشریف لے آئے۔ احباب جماعت بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو سفر و حضر میں اپنی حفظ و امان میں رکھے اور تکمیلِ تعلیم کے بعد انہیں بخیریت واپس پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے +

سید ظفر اللہ شاہ صاحب مرحوم

محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ ضلع لائلپور

سید ظفر اللہ شاہ صاحب ڈسٹرکٹ کونسل لائلپور میں اوورسیر کے عہدے پر کام کرتے تھے اور اس وقت حلقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات تھے۔ مرحوم نہایت مخلص اور عبادت گذار نیک سیرت انسان تھے انجینئری کے محکمے میں ہوتے ہوئے پوری دیانت سے کام کرتے رہے اور انہوں نے اس محکمے میں ایک نیک نمونہ چھوڑا ہے ۸ اگست ۱۹۷۰ء کو مرحوم موٹر سائیکل پر ٹوبہ سے لائلپور پہنچے مسجد احمدیہ میں عصر کی نماز ہوا کی۔ مغرب کی نماز سے پہلے مسجد میں آیا تو مجھ سے باتیں کرتے رہے اور بعض جماعتی تعمیرات کے متعلق میں ان سے مشورہ لیتا رہا۔ اس کے بعد مغرب کی نماز بھی انہوں نے مسجد میں ادا کی بالکل تندرست اور توانا تھے کوئی تکلیف انہیں نہ تھی۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ اپنی والدہ کے پاس ان کے مکان پیپلز کالونی میں گئے اور تھوڑی دیر بعد ان کی حرکت قلب بند ہو گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم موصی تھے لیکن وصیت ابھی ادا نہیں ہوئی تھی ان کی عمر صرف ۵۰ سال کے قریب تھی۔ جمعہ کے دن انہیں ربوہ لے جایا گیا۔ حساب سے جو وصیت کی رقم بنتی تھی وہ ادا کی گئی بعد نماز جمعہ یعنی ۷ اگست ۱۹۷۰ء کو ہزاروں کے مجمع نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ گو جسوہ اور ٹوبہ کے احباب بھی جنازے پر پہنچ گئے تھے۔ خاکسار بھی جنازے میں شامل ہوا۔

ان کی موت اچانک واقعہ تھی لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے چلے اور لائلپور کچھ عرصہ ٹھہر کر سیدھے ربوہ پہنچائے گئے اور جمعہ کے دن بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ان کی نیکی نے کشاں کشاں انہیں ان کی آخری منزل مقصود پر پہنچا دیا جو کہ ان کی آرزو تھی۔ یہ واقع بڑا دردناک ہے۔ لیکن ان کا مقبرہ بہشتی میں فوراً پہنچ جانا خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ان کے چھوٹے بچے ہیں خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحوم کے بوڑھے والدین اور ان کے بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ؎

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

دانت نکلوانے، ٹیکہ لگوانے، زخموں کی ڈریسنگ نیز ہر قسم کی انگریزی ادویات کیلئے ارشد میڈیکل سٹور رحمت بازار ربوہ تشریف لائیے۔ پروپرائٹر ملک دوست محمد

سیرت و سوانح

حضرت امام مالکؒ

سلطان احمد پیر کوٹی

حضرت امام مالکؒ ان چار اماموں میں سے ایک ہیں جن کے قوانین فقہی پر دنیائے اسلام اس وقت کاربند ہے۔ آپ کا نام مالک اور کنیت ابو عبداللہ ہے آپ امام دار الہجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد کا نام انس ہے آپ ایک خالص عرب خاندان کے فرد تھے جو اسلام لانے کے بعد یمن سے مدینہ منتقل ہو گیا تھا۔

آپ کے خاندان میں سے سب سے پہلے آپ کے پڑدادا ابو عامر عہد نبوی میں مشرف باسلام ہوئے تھے لیکن غالباً انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا آپ کے دادا مالک ابن ابو عامر ایک جلیل القدر تابعی اور صحاح ستہ کے راویوں میں سے ایک تھے انہیں حضرت عائشہؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے کئی صحابہ کبار سے شرف تلمذ حاصل تھا ۱۰۴ھ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت امام مالکؒ کے والد انس بن مالک تین بھائی تھے جن میں سے ابو سہیل نافع ایک بلند پایہ محدث تھے۔ امام زہریؒ اور خود امام مالکؒ ان کے شاگرد تھے دوسرے دونوں بھائی بھی خاندان کی وراثت علمی سے محروم نہ تھے لیکن انہیں اس فن میں کوئی خاص مقام حاصل نہ تھا۔

حضرت امام مالکؒ کی ولادت کے سال میں اختلاف ہے بعض نے ۹۴ھ بتایا ہے اور بعض نے ۹۵ھ۔ لیکن جیسا کہ مشہور محدث ذہبی نے تصریح فرمائی ہے آپ کی صحیح تاریخ ولادت ۹۳ھ ہے امام ابو حنیفہؒ سے تیرہ سال چھوٹے تھے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا سن پیدائش ۸۰ھ ہے۔

آپ کی پیدائش کے وقت بنو امیہ کی حکومت پورے عروج پر تھی اور ولید بن عبد الملک کے سریر آرائے خلافت تھا۔ جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو ہشام بن عبد الملک کی حکومت تھی جس کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے چار خلفاء برسر اقتدار آئے اور ۱۳۲ھ میں خلافت عباسیہ کے نام سے تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا

حضرت امام مالکؒ نے جب ہوش سنبھالا تو آپ نے اپنے آپ کو علم کی آغوش میں پایا۔ گھر اور گھر سے باہر سارا شہر علماء اور فضلاء کا مخزن تھا تمام اکابر صحابہؓ جو علوم شریعت کے ماہر اور قرآن و سنت کے امین تھے وہ مدینہ میں فروکش تھے اور علم و فضل رکھنے والے ممتاز تابعین بھی مدینہ میں کثرت سے موجود تھے حضرت امام مالکؒ نے ان سب سے استفادہ کیا۔

آپ نے لڑکپن سے ہی طلب علم شروع کر دیا تھا چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے استاد نافع کے پاس آتا تھا۔ تو میں ایک کم سن لڑکا تھا اور میرے ساتھ ایک غلام ہوتا تھا۔ (ذہبی)

آپ کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن جن شیوخ سے آپ نے روایت کی ہے وہ سوائے چند کے مدینہ کے ہی رہنے والے تھے آپ کا گھر اور وطن چونکہ گہوارہ علم تھا اسلئے آپ نے حصول علم کی خاطر مدینہ سے باہر قدم نہیں رکھا۔ پھر سال میں کم سے کم ایک موقع پر یعنی حج کے موقعہ پر باہر کے رہنے والے بھی زیارت کی خاطر مدینہ ضرور آجاتے تھے۔ آپ کے اساتذہ میں ذیل کی معروف اور ممتاز ہستیاں بھی شامل ہیں

نافع مولی ابن عمرؓ۔ محمد بن شہاب زہریؒ۔ جعفر صادق بن محمد۔ محمد بن المنکدر۔ محمد بن یحییٰ انصاری۔ ابو حازم۔ یحییٰ بن سعید۔

نافع کے حلقہ درس میں آپ بارہ سال رہے اور ۱۱۷ھ میں جب وہ وفات پا گئے تو آپ ان کے جانشین بنے

طلب علم میں آپ نے ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں۔ گھر کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات آپ نے گھر کی اشیاء فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کیں۔ ایک دفعہ آپ نے مکان کی چھت کی کھڑکیاں تک فروخت کر دیں لیکن علم کے حصول میں کوتاہی نہ کی امام مالک خود فرمایا کرتے تھے کہ علم میں اس وقت تک کمال حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان احتیاج کا شکار نہ ہو اور پھر اس احتیاج کے باوجود طلب علم میں پوری توجہ سے لگا رہے

اساتذہ کے انتخاب میں حضرت امام مالکؒ بہت محتاط تھے آپ نے صرف انہی اساتذہ سے علم حاصل کیا جو اہلیت و استحقاق کے مسند نشین تھے اور صرف انہی شیوخ کے حلقہ درس میں بیٹھے جو صدق و طہارت میں معروف اور حفظ و فقہ میں ممتاز تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں کبھی کسی غیر فقیہہ کی مجلس میں نہیں بیٹھا اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مخصوص نعمت تھی جو صرف امام مالک کے حصہ میں آئی اور اس احتیاط کا اثر یہ ہوا کہ امام مالک جس شیخ سے روایت کرتے تھے وہ ثقاہت و عدالت اور حفظ میں نشان سمجھا جاتا تھا۔ یحییٰ بن معین جو ایک ممتاز محدث ہیں فرماتے ہیں کہ ہم لوگ امام کے آگے گیا ہیں ہم لوگ تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں جب کسی شیخ کا نام آتا ہے تو دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے ان سے کچھ لیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں لیا ہے تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ سے کسی راوی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ میرے نزدیک وہ اچھا ہے کیونکہ امام مالکؒ نے اس سے روایت کی ہے۔

فقہ کا علم آپ نے خاص طور پر ابو عثمان ربیعہ الرائی سے حاصل کیا جو اجتہاد و استنباط میں معروف اور ممتاز تھے مدینہ کے مفتیوں میں سے تھے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے حافظ تھے ۱۳۶ھ میں انبار میں وفات پائی۔ وفات سے پہلے وہ دار الخلافہ کے قاضی تھے۔ حضرت امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے ربیعہ فوت ہوئے فقہ کا مزہ جاتا رہا۔

امام مالک فطرتاً قوی الحافظہ تھے آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ کوئی چیز میرے خزانہ دماغ میں آکر پھر نہ نکلی (ذہبی) ابو قلابہ کہتے ہیں کان مالک احفظ اھل زمانہ کہ مالک اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو حد درجہ کا عشق تھا کہ آپ مدینۃ النبوی سے سوائے حج کے کبھی باہر نہ جاتے مسجد نبوی میں شور و غل پسند نہ کرتے کہ آستانہ نبوت سے گستاخی ہو۔ مدینہ کی گلیوں میں کبھی سوار ہو کر نہ نکلتے اور فرماتے کہ اس زمین کو جو قدوم نبوی سے مشرف ہوئی ہے میں جانوروں کے قدموں سے روندنا نہیں چاہتا۔ جلدی میں اور چلتے پھرتے حدیث بیان نہیں کرتے تھے ایک موقع پر آپ اپنے ایک استاد کی مجلس درس میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ جگہ پر ہو چکی ہے اور اس میں مزید گنجائش نہیں آپ وہاں سے واپس آگئے اور فرمایا: "میں نے پسند نہ کیا کہ حدیث نبوی کھڑے ہو کر سنوں (کتاب العلل)

۱۱۷ھ ہجری میں آپ کے استاد نافع وفات پا گئے جن کی وجہ سے آپ کی مسند درس خالی ہو گئی۔ آپ مرحوم کے نہایت جوشیلے ہونہار اور قابل شاگرد تھے اور بارہ سال تک آپ حلقہ درس میں رہ چکے تھے اسلئے ان کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین ہوئے گویا ۲۹ سال کی عمر میں آپ نے مسند درس میں قدم رکھا۔

آپ کی مجلس درس ہمیشہ پر تکلف ہوتی۔ فرش پر بیش قیمت قالین بچھے ہوتے۔ انگیٹھیوں میں عود اور لبان جلایا جاتا۔ احادیث لکھوانے سے پہلے آپ وضو کرتے یا غسل کرتے (جیسا بھی موقع ہوتا) قیمتی لباس پہنتے۔ بالوں میں کنگھی کرتے۔ خوشبو لگاتے

آپ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے آپ کی مجلس میں حاضرین خاموش مؤدب بیٹھتے اور مجلس پر ایک سکوت طاری ہوتا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کتاب کے ورق بھی ڈر سے نہ الٹتے تھے کہ مبادا کھڑکھڑاہٹ کی آواز پیدا ہو۔

آپ کی مجلس خاص و عام کی کوئی تمیز نہ تھی امیر و غریب یکجا بیٹھکر علمی دولت سے مالا مال ہوتے آپ مستعد لوگوں کو قریب بٹھاتے اور بڑے سکون سے احادیث لکھواتے۔ آپ کا طریق تھا کہ کتاب شاگردوں سے پڑھواتے خود نہ پڑھتے آپ کا حلقہ درس مختلف طبقوں پر مشتمل تھا۔ درس و تدریس کے حلقہ میں آپ کسی کے مقام اور خاندان کی پرواہ نہ کرتے ایک دفعہ خلیفہ منصور کی آواز ذرا بلند ہوئی تو اسے فوراً ڈانٹ دیا اور فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے درس میں شمولیت کا ارادہ کیا تو کہلا بھیجا عام لوگوں کو باہر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کسی شخص منفعت کے لئے میں افادہ کا خون نہیں کرنا چاہتا اور جب ہارون الرشید نے آپ سے گھر پر جا کر پڑھانے کی خواہش کی تو فرمایا العلم یزار ولا یزار یعنی علم سیکھنے والا علم کے پاس جاتا ہے نہ کہ علم اس کے پاس۔

آپ کی مجلس درس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی اور معلوم دنیا کی ہر طرف سے مشتاقان علم اس کی طرف رخ کرنے لگے اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا۔ یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل فلا یجدون احداً اعلم من عالم المدینۃ (الترمذی) یعنی عنقریب وہ زمانہ آئیگا۔ جب لوگ طلب علم کے لئے اونٹ ہنکائیں گے۔ لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ عالم وہ کسی کو نہ پائیں گے۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی کہ ذہبی کہتے ہیں ان سے جن لوگوں نے روایت کی ہے ان کا شمار قریباً ناممکن ہے پھر آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کے استاد دونوں بھی آپ سے کسب علم کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جن سے میں نے سیکھا ہے اور آخر ان کو خود مجھ سے پوچھنے کی حاجت نہ پڑی ہو۔ آپ کے شاگردوں میں خلفاء اسلام۔ امراء بلاد۔ کبار تابعین۔ شیوخ۔ آئمہ حدیث۔ مجتہدین فقہاء۔ قاضی۔ زاہد و صوفی۔ ادیب شعراء مؤرخ مفسر اور فلسفی غرض ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔

فتویٰ دیتے وقت آپ بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ دور علاقوں سے آنیوالے لوگوں کے استفتاء کا جواب دینے سے احتراز کرتے کیونکہ کوئی مفتی اگر ایک مسئلہ کے متعلق ایک رائے رکھتا ہے تو دوسرے دن اس سے صحیح تر صورت اسکے ذہن میں آجاتی ہے اور ایسے موقع پر صرف وہ فریب خوردہ ہی کوئی اپنی غلطی سے اطلاع دے سکتا ہے فتویٰ میں ترتیب رائے اور اعلان اس کا خیال رکھتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ کسی بڑے سے بڑے شخص کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے چنانچہ ایک موقع پر والی مدینہ جعفر بن سلیمان عباسی نے آپ کو ستر کوڑے لگوائے بعد میں اسی گورنر کو خلیفہ منصور نے برخواست کر دیا اور اسے

مدینہ سے بغداد تک گدھے پر سوار ہو کر سفر کرنے پر مجبور کیا۔ پھر اگر کسی مسئلہ پر آپ کو اطلاع نہ ہوتی تو آپ اس کے متعلق فتویٰ دینے سے انکار کر دیتے

حضرت امام مالکؒ قریباً ساٹھ برس کا عرصہ درس و تدریس اور دوسرے مہمات دینیہ میں مصروف رہے۔ آپ نے اس عرصہ میں بہت سی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ مؤطا ۲۔ رسالۃ مالک الی الرشید ۳۔ احکام القرآن ۴۔ المدونۃ الکبریٰ ۵۔ رسالۃ مالک الی ابن سطرت۔ ۶۔ رسالۃ مالک الی ابن وھب۔ ۷۔ کتاب الاقضیہ ۹۔ کتاب المناسک۔ ۱۰۔ تفسیر غریب القرآن۔ ۱۱۔ کتاب الرسائل۔

آپ کے فتاویٰ بھی آپ کے بعد مدون کئے گئے اسد بن فرات نے اسد یہ ابن قاسم نے المدونۃ اور ابن وھب نے المجالسات عن مالک کے نام سے فتاویٰ کے مجموعے مرتب کئے۔

آپ کی کتب میں سے سب سے زیادہ شہرت مؤطا کو ہوئی یہ کتاب ۱۳۰ھ سے ۱۴۰ھ تک کے زمانہ میں امام صاحبؒ نے مرتب کی۔ مؤطا کے معنے روندنے یا کسی چیز پر چلنے کے ہیں اور مجازی معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ کتاب جس پر آئمہ۔ صحابہ اور اکابر چلے ہوں اور جس کو سب کی راہوں نے روندا اور پامال کیا ہو۔ یعنی اس کے متعلق سب نے گفتگو کی ہو۔ چونکہ مؤطا سے تمام شیوخ حدیث نے اتفاق کیا۔ اسلئے اس کا نام مؤطا مشہور ہو گیا۔ پھر مؤطا کے معنے پامال راستہ کے بھی ہیں۔ یعنی وہ مسائل جن پر صحابہؓ کا عمل رہا ہو اور جمہور سلف اس پر چلے ہوں۔ مؤطا کا موضوع صرف احکام فقہیہ ہیں اور یہ سب سے پہلی حدیث کی کتاب ہے اور بعض نے اسے صحاح میں شمار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد کوئی کتاب مؤطا امام مالکؒ سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوبکر بن عربی کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی سب سے پہلی کتاب ہے اور سب سے پچھلی بھی۔ کیونکہ اس جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

یہ واحد کتاب ہے جس کے لئے خلفاء اسلام نے عراق سے حجاز تک بادیہ پیمائی کی اور پھر چھٹی صدی ہجری میں مشہور مجاہد اسلام صلاح الدین ایوبی نے قاہرہ سے سکندریہ تک سفر کیا اس میں کل ۷۲۰ احادیث ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ احادیث ۹۲ شیوخ سے مروی ہیں۔

آپ ساٹھ سال کا طویل عرصہ مہمات دینیہ میں مصروف رہنے اور ان گنت لوگوں کی علمی پیاس بجھانے کے بعد چھیاسی سال کی عمر میں اور ہارون الرشید کی خلافت کے عہد میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ بہت زیادہ کمزور ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کا مسجد میں آنا بند ہو گیا تھا۔ آپ جنت البقیع مدینہ میں مدفون ہیں۔

آپ کی وفات کی وجہ سے علمی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا اسے بڑی شدت سے محسوس کیا گیا اور آپ کے معاصر علماء فقہاء اور محدثین نے اس کا برملا اظہار کیا حضرت امام سفیان بن عیینہ نے جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو آپ پر سکوت طاری ہو گیا سکوت کی حالت زائل ہو جانے کے بعد آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"روئے زمین پر مالک نے اپنی مثال نہیں چھوڑی"

حماد بن زید فرماتے ہیں

"خدا ان پر رحم کرے۔ مذہب میں ان کا بڑا رتبہ تھا"

اور ایک شاعر نے یہ کہا کہ

"آپ کی وفات سے اسلام کے ستون ہل گئے ہیں۔ آپ ہدایت کے پیشوا اور علم کے محافظ تھے۔ آپ پر تا قیامت خدا کا سلام ہو"

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

دُنیا بھر میں بہترین

رشید چولہے

—جو بلحاظ خوبصورتی، پائیداری، تیل کی بچت اور افراطِ حرارت بے مثال ہیں—

اپنے شہر کے ڈیلر سے مقررہ نرخ پر طلب کریں!

تیار کردہ:۔ رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

ضرورت ہے

فرسٹ ڈویژن میٹرک پاس ذہین اور چست نوجوانوں کی

سیل ڈیپارٹمنٹ ہمارے ادارہ کا نہایت فعال شعبہ ہے اچھی شخصیت اعلیٰ کردار۔ اور عمدہ گفتگو ایک اچھے سیلزمین کی بنیادی خوبیاں ہیں۔ تیز رفتار ترقی اور روشن مستقبل کے خواہاں ایسے نوجوان کو ہم خود ہی تربیت دیتے اور ملازمت بھی مہیا کرتے ہیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواستیں اپنے امیدوار پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

محمد اکرم محمود سیلز منیجر ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

درخواست دعا

چوہدری لطیف احمد صاحب اگزیکٹو انجینئر واپڈا امرالہ ضلع سیالکوٹ بوجہ شدید تکلیف معدہ وغیرہ بیمار ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت کامل اور عمر دراز عطا فرمائے۔

احمد سعید اختر اور سیر مراللہ

مرغی خانہ کھولنے کے لئے ہماری وائٹ لیگھارن مرغی (جس کی سالانہ اوسط ۲۵۰ انڈے سے زائد ہے) کے چوزے خرید فرمائیں۔ ریٹ

۱۔ یکروزہ چوزے (مکس Mix) ۱۵/- روپے سینکڑہ

۲۔ یکروزہ پٹھیاں ۹۰/- روپے سینکڑہ

۳۔ یکروزہ مرغ ۳۱/- روپے سینکڑہ

منیجر خلیل پولٹری فارم ربوہ

قائدین اضلاع و مجالس متوجہ ہوں

حسب سابق آپ کے اجتماع سالانہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ اخاء پر نمائش لگائی جا رہی ہے۔ اس کو ہر جہت سے کامیاب اور بہتر بنانے کے لئے آپ کے بھرپور اور پرجوش تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ نمائش کی کامیابی آپ سب بھائیوں کی فعالیت، مساعی و تعاون کی ہی آئینہ دار ہوں منت ہے اس ضمن میں اپنی مساعی سے مرکز کو ۱۴/۱۰/۱۷ تک ضرور مطلع کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین

(مہتمم صنعت و حرفت)

خوبصورت اور مضبوط مصنوعی دانت جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ دانت بغیر درد کے نکالے جاتے ہیں۔ دانتوں کی جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شریف احمد پرانا اڈہ چنیوٹ

ضرورت ہے

ایک مستعد اور ہوشیار چوکیدار کی ڈگری کالج میں فوری ضرورت ہے تنخواہ ۶۵-۱-۷۵/۱-۸۵ ہوا ہوگی۔ ریٹائرڈ فوجی اگر ہو تو اسے ترجیح دی جائے گی۔ خدمت سلسلہ اور ربوہ میں رہائش رکھنے والے احباب فوری طور پر درخواستیں بنام پرنسپل ٹی۔ آئی کالج بھجوا دیں۔

پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

تبلیغی و علمی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابو العطاء صاحب ہیں۔

سالانہ چندہ صرف چھ روپے (منیجر)

نرخنامہ

زد جام عشق	مکمل کورس	۲۰-۰۰
معجون فلاسفہ	فی پاؤ	۵-۰۰
حب مقوی اعصاب	فی کورس	۴-۰۰
حب اکسیر اٹھرا	مکمل کورس	۲۰-۰۰
حب نور چشم اولاد نرینہ کیلئے		۱۹-۰۰
منسوم کارڈیل	فی پونڈ	۸-۰۰
شانتی کیپسول امراض نسواں کیلئے		۷-۵۰
فریگرنٹ انٹی پمپل کریم		۳۰-۰۰
کاجل نور چشم		۰-۲۵
مرہم حمید امراض چشم کیلئے		۰-۷۵
تریاق سلیمانی امراض معدہ کی سب سے کامیاب اور مفید دوا		۶-۰۰

المنار دواخانہ گولبازار ربوہ

بیاض نور الدین رضؓ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول کی مایہ ناز کتاب جس کا ہر وید حکیم اور ڈاکٹر کے پاس ہونا اپنے مطب یا ہسپتال کو چار چاند لگانا ہے ہر دو حصہ مکمل لکھائی چھپائی دیدہ زیب میں چھپکر تیار ہو چکی ہے قیمت ۱۳۰-۵۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

المشتہر: ہومیو ڈاکٹر ایس اے مجاہد چک چھٹہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

عباسیہ کارپوریشن سرگودھا کا ٹائم ٹیبل

سیالکوٹ سے سرگودھا

پہلا ٹائم :-	۵½ بجے صبح
دوسرا ٹائم :-	۷ بجے صبح
تیسرا ٹائم :-	۱۲ بجے دوپہر
چوتھا ٹائم :-	۲ بجے بعد دوپہر
پانچواں ٹائم :-	۲½ بجے بعد دوپہر
چھٹا ٹائم :-	۴ بجے شام

سرگودھا سے سیالکوٹ

پہلا ٹائم :-	۵-۳۰ صبح
دوسرا ٹائم :-	۷ صبح
تیسرا ٹائم :-	۸ صبح
چوتھا ٹائم :-	۹-۳۰ صبح
پانچواں ٹائم :-	۱۲½ بجے بعد دوپہر
چھٹا ٹائم :-	۲ بجے بعد دوپہر

نوٹ :- ایک ٹائم صبح ۶-۱۵ بجے سرگودھا سے براستہ گوجرانوالہ اور گوجرانوالہ سے پونے ایک بجے بعد دوپہر سرگودھا کے لئے بھی چل رہا ہے۔ (مینجنگ ڈائریکٹر)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی ماہنامہ پڑھیں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں

سالانہ چندہ صرف ۲/- روپے (منیجر)

حب اٹھرا

مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا

مکمل کورس گیارہ تولے ۲۰/- روپے

فی تولہ ۲/- روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

و بالمقابل ایوان محمود ربوہ

حب جند

بیش قیمت اجزاء کا مرکب

چند روزہ استعمال سے کایا پلٹ جاتی ہے دل و دماغ اور اعصاب پر حیران اثر ڈال کر نئی زندگی پیدا کرتے ہیں اکسیر ہے نیند کے اڑ جانے والے لیجئے۔ وہم خوف اور سر چکرانے نیز عورتوں کو ہسٹیریا کی مرض میں لاجواب قیمت ۸۰ گولی ۲۵/- روپے

تیار کردہ

دواخانہ خدمت خلق ربوہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل۔ چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

لائل پور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ۔ لائلپور فون ۳۸۰۸

شفاخانہ رفیق حیات جسٹرڈ سیالکوٹ

کا تیار کردہ

مرہم نور و نورانی کاجل وغیرہ

مجربات

افضل برادرز گولبازار ربوہ سے مل سکتے ہیں۔

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں

ھو الشافی

اکسیر گل گھوٹو

جانوروں کے خناق کا بہترین علاج ہے مرض کی شدت کے مطابق نصف گھنٹے سے لیکر چار گھنٹے تک کے وقفہ سے دیں عموماً چار پیکٹ ایک جانور کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

قیمت فی پیکٹ ایک روپیہ

ایک درجن پر ۳۳ فیصد کمیشن سو دو درجن پر ۴۰ فیصد کمیشن

بلدیہ کمپنی۔ کیوریٹو میڈیسن کمپنی راجہ روڈ لاہور

ڈاکٹر راجہ اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں

بیاہ شادی کے لئے سونے کے!

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز، کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور فون ۵۲۶۲۳

الفضل میں

اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (منیجر)

تریاق اٹھرا کے علاج کیلئے کورس پندرہ روپے ۱۵/- نور نظر اولاد نرینہ کیلئے کورس پچیس روپے ۲۵/- خورشید یونانی دواخانہ جسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۳۰

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور مورخہ ۲۹ وفا (جولائی) کو بذریعہ موٹر کار ایبٹ آباد سے ربوہ تشریف لائے۔ ربوہ میں حضور نے یکم ظہور (اگست) کو فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح فرمایا اور ایک بصیرت افروز تقریر میں نصیحت فرمائی کہ دلائل و براہین سیکھنے کے ساتھ ساتھ احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ دعاؤں پر زور دیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالےٰ آسمانی نشانات و تائیدات کے ساتھ ان کی مدد کرے اور وہ غلبۂ اسلام کی عظیم مہم میں کامیابی حاصل کریں۔

اسی روز بعد نماز مغرب حضور نے مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور مختصر خطاب میں دعاؤں اور تدابیر کے ساتھ قرآن عظیم کی برکات کو حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضور مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ۵ ظہور کی صبح کو بذریعہ موٹر کار ربوہ سے پھر ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضور ایدہ اللہ نے اعلان کیا ہے کہ ایبٹ آباد میں تا اطلاع ثانی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ سے صرف اتوار کے روز ملاقات ہوا کرے گی۔

۲۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی تاحال ایبٹ آباد میں قیام فرما ہیں ان کی طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے۔ ضعف کے دورے بار بار ہوتے رہتے ہیں۔ احباب جماعت حضرت ممدوحہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

۳۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ایبٹ آباد سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ کی عام طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ بیماری میں فرق پڑ رہا ہے گو ہفتہ میں ایک دو دفعہ نیند کی دوا لینی پڑتی ہے مگر بالعموم اب نیند خود ہی آجاتی ہے۔ سر درد بھی اب کم ہے لیکن کبھی کبھی اس کا شدید دورہ ہو جاتا ہے۔ احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

۴۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۰ اگست بروز دوشنبہ تکمیلِ تعلیم کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔

بزرگانِ سلسلہ اور دیگر تمام احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ التزام کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس سفر کے ہر مرحلہ میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ وہ بخیریت وہاں رہیں۔ اور جس غرض سے وہ گئے ہیں اس میں کامیابی اور کامرانی کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لائیں۔ آمین اللھم آمین۔

۵۔ ۱۹۶۸ء کے جلسہ پر احمدی ڈاکٹروں کی ایک ضروری میٹنگ ہوئی تھی جس کی غرض یہ تھی کہ تمام دنیا کے احمدی ڈاکٹروں کی ایک ایسوسی ایشن بنائی جائے جس کی بنیادی غرض یہ ہو کہ تمام احمدی ڈاکٹر جہاں بھی ہوں ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور طبی professional میں ایک دوسرے کو جدید طبی معلومات بہم پہنچائیں اور اس طرح زیادہ سے زیادہ خدمتِ خلق کر سکیں۔ مذکورہ بالا میٹنگ میں مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب کو اس ایسوسی ایشن کا صدر مقرر کیا گیا تھا اور خاکسار کو کنوینر (Convener)

اس ایسوسی ایشن کا ایک نہایت اہم اجلاس مورخہ ۳۰ اگست بروز اتوار انشاء اللہ تعالےٰ صبح دس بجے فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں منعقد ہوگا۔ امید ہے انشاء اللہ العزیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بھی اس اجلاس سے خطاب فرمائیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ اس اجلاس میں شمولیت کے لئے زیادہ سے زیادہ احمدی ڈاکٹر تشریف لائیں گے۔

خاکسار ڈاکٹر مرزا منور احمد (کنوینر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن)

۶۔ ۸ ظہور کو مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ نظامِ وصیت کی اہمیت اور اس کے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ ہر احمدی کو جلد سے جلد اس مبارک نظام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنی چاہیئے۔

۷۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب نسیم مبلغ گی آنا فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے بعد مورخہ ۸/۷ بذریعہ جناب ایکسپریس ربوہ تشریف لے آئے۔ احباب نے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائی کا استقبال کیا۔

۸۔ جناب ثاقب صاحب زیروی مالک و مدیر ہفت روزہ لاہور یکم اگست کو بذریعہ ہوائی جہاز لندن تشریف لے گئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس سفر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ بخیریت واپس تشریف لائیں۔

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۹ اگست کو بعد نماز عصر مسجد انوار ربوہ میں مکرم جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی نے مندرجہ ذیل دو نکاحوں کا اعلان کیا:۔

۱۔ عزیزہ حبیبہ بیگم بنت مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کا نکاح ہمراہ چوہدری عزیز احمد صاحب مقیم لندن ابن صوبیدار مظفر خان صاحب مرحوم بعوض دس ہزار روپیہ حق مہر۔

۲۔ عزیزہ امۃ الکریم نصرت بنت مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کا نکاح ہمراہ چوہدری مبشر احمد صاحب بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی متعلم بار ایٹ لاء لندن ابن صوبیدار مظفر خان صاحب مرحوم بعوض مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر۔

بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت ان رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت ہونے اور مثمر ثمرات ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار ناصر احمد خالد بی۔ اے۔ آفیسر حبیب بنک لمیٹڈ انارکلی برانچ۔ لاہور)

جماعتِ احمدیہ کا ۷۹واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا ۷۹واں سالانہ جلسہ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ فتح ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۰ء) بروز ہفتہ۔ اتوار اور سوموار ربوہ میں منعقد ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

ناظر اصلاح و ارشاد)

درخواستِ دعا

(۱) میرے چھوٹے بھائی عزیزم اقبال ناصر کراچی میں بعارضہ ٹائیفائڈ شدید بیمار ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔

(نصر اللہ خاں ناصر مربی سلسلہ احمدیہ نواب شاہ)

(۲) میری والدہ محترمہ تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور دیگر احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد رشید ٹیلیفون سپروائزر۔ گوجرانوالہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴